میں ڈاکٹر ڈک اور ان کے ہمکار ڈاکٹروں نے یہ تشخیص دی کہ دل کے اوپر ایک Growth یا ٹیومر ہے جو Recurrent Laryngeal Nerve پر دباؤ ڈال رہا ہے اور اس کی وجہ آواز میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔

اقبال ۴/ جون ۱۹۳۴ء کو لکھتے ہیں ---

''ڈاکٹروں نے مزید معائنہ کیا ہے اور چھاتی وغیرہ کی ایکس ریز X-Ray فوٹو لیے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ دل سے اوپر کی طرف ایک نئی Growth ہو رہی ہے جس کے دباؤ سے ووکل کارڈ Vocal Chord متاثر ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک اس بیماری کا علاج الیکٹرک ہے اور بہترین الیکٹرک علاج یورپ میں ہی ہو سکتا ہے''۔

اقبال ۵/ جون ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''میں نے لکھا تھا کہ کرنل ڈک صاحب کے نزدیک دل کے اوپر کی طرف ایک نئی Growth پیدا ہو گئی ہے جس نے زور پر دباؤ ڈال رکھا ہے اور اس دباؤ کی وجہ سے آلۂ صوت کا تار بیکار ہو گیا ہے۔ اس کا علاج ان کے نزدیک یا تو ریڈیم سے ہو گا یا ایکس ریز سے اور یہ دونوں علاج یورپ میں ہی بہتر ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ڈک صاحب اور دوسرے ڈاکٹر یہی کہتے ہیں کہ فوراً ویانا (آسٹریا) یا لندن جانا چاہیے تا کہ علاج مذکور سے اس Growth کا مزید نشو نما رُک جائے یا کل ایکس ریز یا ریڈیم سے تحلیل ہو جائے۔ ان کے نزدیک اگر اس Growth کی طرف توجہ نہ کی گئی تو زندگی خطرے میں ہے''۔

۸/ جون کو سید نیازی کو لکھتے ہیں ---

''آج معلوم ہوا کہ بعد بحث مباحثہ خود ان میں بھی اختلاف رائے ہے۔ میں چاہتا ہوں خود حاضر ہو کر حکیم صاحب کی خدمت میں جملہ حالات عرض کردوں۔ اس کے بعد اقبال دہلی گئے وہاں پر حکیم نابینا نے ان کا معائنہ کیا۔ حکیم نابینا نے ٹیومر کی تشخیص کو غلط قرار دیا اور اقبال کو دوا دی۔ اقبال کچھ دن دوا استعمال کرنے کے بعد ۲۲/ جون کو لکھتے ہیں --- اس مواد کی تحلیل کے لیے جسے ڈاکٹر New Growth بتاتے ہیں کس قدر عرصہ درکار ہو گا۔ حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ تحلیل ہو جائے گا۔ تخمیناً کتنے عرصے میں، تا کہ اگر دوبارہ ایکس ریز کرلیا جائے تو وہ کس وقت اور کتنی مدت کے بعد لینا چاہیے''۔

۵/ جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''ڈاکٹر یار محمد خاں کل کہتے تھے کہ Fresh Growth یا ٹیومر کی تھیوری غلط معلوم ہوتی

ہے کیوں کہ یہ آپ کی صحت دیگر حالات سے مطابقت نہیں کھاتی۔ یہ ممکن ہے شاہ رگ اس مقام پر آکر ذرا پھیل گئی ہو جہاں وہ گروتھ نظر آتی ہے۔اس دفعہ جو ایکس رے ہوگا اس سے یہ بات متحقق ہو جائے گی ان کے نزدیک اگر شاہ رگ کا پھیلاؤ ہو تو پھر جیسا کہ اغلب ہے کوئی دوا اس کو اپنی اصلی حالت پر نہیں لا سکتی۔ ہاں دوا اس کے مزید پھیلاؤ کو روک سکتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آواز بھی نارمل حالت کی طرف عود نہیں کرسکتی"۔

۱۲؍جولائی ۱۹۳۴ء سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

"ڈاکٹر اب کہتے ہیں گو ٹیومر نہیں ہے تاہم شاہ رگ کا پھیلاؤ ہے اور یہ ایک قسم کی Swelling ہے ان کی رائے میں یہ مرض خطرناک نہیں ہے لیکن آواز کا نارمل حالت کی طرف عود کر آنا ان کے نزدیک بہت مشتبہ ہے۔ان کے علم میں اب اس کا علاج صرف یہی ہے کہ موجودہ آواز پر اکتفا کیا جائے اور شاہ رگ کے مزید پھیلاؤ کو دواؤں کے ذریعہ روکنے کی کوشش کی جائے..... میرے لیے اب ایسے نسخے کی ضرورت ہے جس کا فوری اثر آواز پر ہوتا کہ مجھے اطمینان ہو اور ڈاکٹروں کو بھی پوری شکست ہو وہ سمجھتے ہیں کہ آواز کا نارمل ہو جانا مشکل بلکہ ناممکن ہے"۔

علامہ ویانا جانے کے لیے ان کے دوست ڈاکٹر سر راس مسعود اور ان کے معالج ڈاکٹر عبدالباسط سے مشورہ کیا۔اور دونوں کو ۲؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو خط میں لکھا ---

"میرے ایک دوست جو یہاں کے سادات میں سے ہیں اور مرض ذیابیطس کے پرانے بیمار تھے حال میں تندرست ہو کر ویانا سے واپس آئے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ دورانِ علاج میں انھوں نے اپنے ڈاکٹر سے میرے مرض کا ذکر بھی کیا تھا جس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اگر وہ بیمار یہاں آجائے تو میں گارنٹی کرتا ہوں کہ بالکل تندرست ہو جائے گا۔شاہ صاحب فروری میں پھر ویانا جانے والے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ میں بھی اُن کے ساتھ چلوں اور وہاں چل کر علاج کرواؤں آپ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں"۔

۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید محفوظ علی بدایونی کو لکھتے ہیں ---

"اب ویانا جانے کی فکر میں ہوں"۔

۱۵؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

"ویانا جانے کا خیال ہے۔ڈاکٹر انصاری صاحب سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔انھوں نے نہایت مہربانی سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔اگر گیا تو فروری یا اپریل ۱۹۳۶ء میں جاؤں گا"۔

۱۸؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''میں نے ڈاکٹر انصاری اور سید راس مسعود سے خط کتابت کی ہے اور دونوں حضرات نے ویانا جانے کا خیال کی تائید کی ہے''۔

۱۳/ جون ۱۹۳۶ء کو پروفیسر الیاس برنی کو لکھتے ہیں۔۔۔

''انگریزی اطبا کی تشخیص یہ ہے کہ ایک رگ جو Aorta کہتے ہیں اور جو قلب کے قریب ہے ایک مقام سے پھیل گئی ہے اس کا دباؤ ووکل کارڈ Vocal chord پر پڑتا ہے جس کے سبب بولنے میں دقت ہوتی ہے۔

(شاید انگریزی اطبا نے Aorta کے پھیل جانے یا Anurysm کا فشار اُس اعصاب (nerve) پر بتایا ہو جسے Recurrent laryngeal nerve کہتے ہیں جو ووکل کارڈ کے کام پر اثر انداز رہتی ہے)۔

IV۔ ڈاکٹر متھرا داس جو معروف متخصص چشم (Eye Specialist) تھے اور سرجری کرتے تھے کئی بار اقبال کی آنکھوں کا معائنہ کر کے بتایا کہ ابھی موتیا پورا تیار نہیں اس لیے کچھ مہینوں بعد آپریشن ہوگا۔ اِس گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں Opthalmoscope سے اقبال کی آنکھ کا معائنہ ہوا تھا۔

V۔ اقبال کے کسی خط سے یا ان کے اطرافیان کے کسی بیان یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے حلق Larynx صوت آلہ ووکل کارڈ کا معائنہ ہوا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ سہولت اُس وقت میسر نہ تھی جسے Laryngeoscopy کہتے ہیں اور آج کل تو یہ عمل کلینک میں ENT متخصص گوش و حلق بینی ۲ منٹ میں بغیر بے ہوشی کے مریض کے ووکل کارڈ کی حالت اور مرض کی تشخیص کرتا ہے۔

علامہ اقبال کے معالجین

علامہ اقبال اُن چند خوش نصیب افراد میں شامل ہیں جنھیں اُس زمان اور مکان کے لحاظ سے عمدہ ترین معالجین کا علاج میسر رہا۔ ہماری تحقیق کے مطابق (۳۰) سے زیادہ حکیموں اور ڈاکٹروں کے نام ان کے معالجین کی فہرست میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ان معالجین میں ہندوستانی، انگلیسی، جرمنی، فرانسیوی اطبا کے زمرہ میں مسلمان، ہندو، سکھ، اور عیسائی شامل تھے۔ لاہور کے علاوہ حمیدیہ ہسپتال بھوپال میں علامہ کا علاج ہوا جہاں تمام جدید طبی سہولتیں ان کے لیے فراہم کی گئی تھیں۔ دہلی اور حیدرآباد سے یونانی دواؤں کے نسخہ ہر وقت پہنچائے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں بڑے شخص کی چھوٹی بیماری بھی بڑی ہوتی ہے۔ اقبال کی بیماری کی خبر تمام تر ہندوستان میں پھیل

چکی تھی اور اطراف واکناف سے نسخہ اور دواؤں کے شرطیہ علاج پہنچ رہے تھے۔ اقبال اپنے علاج کے سلسلے میں جب بھوپال گئے تو لوگوں نے وہاں بھی خیریت دریافت کرنے میں کوتاہی نہ کی۔

عبدالقوی دسنوی علامہ اقبال بھوپال میں لکھتے ہیں--

علامہ اقبال چونکہ بیمار تھے اس لیے روزانہ کافی خطوط ایسے آتے تھے جن میں صحت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تھا۔ یہ خطوط نوجوانوں سے لے کر والیان ریاست تک کے ہوتے تھے۔ خصوصاً علی گڑھ کے طلبہ اور اساتذہ کے خطوط زیادہ آتے تھے جو دریافت صحت کے بارے میں ہوا کرتے تھے۔ بیرون ملک سے بھی اسی سلسلے میں زیادہ تر خطوط آتے تھے۔ آل انڈیا ریڈیو سے علامہ کی صحت کے بارے میں خبریں نشر ہوتی تھیں۔ علامہ ایلوپیتھک علاج پر یونانی علاج کو ترجیح دیتے تھے۔ علامہ عموماً اسپیشلسٹ معالجین سے مشورہ کرتے لیکن جب علاج سے فائدہ نہ ملتا تو ہر کس وناکس کے نسخہ استعمال کرنے میں اجتناب نہ کرتے البتہ بعض اوقات اگر نسخہ عجیب وغریب ترکیبات سے بنا ہو تو حکیم نابینا سے سوال کرتے اور اغلب حکیم صاحب اس کے استعمال کو منع کر دیتے۔

❁❁❁

فہرست معالجین

شمارہ	فن	نام	مقام	ثقات

۱	حکیم	عبدالوہاب انصاری معروف بہ حکیم نابینا	دہلی	دورِ حیات (1868-1941) 1917 سے اقبال کے انتقال تک (1938) خاص معالج رہے۔ حکیم عبدالوہاب انصاری المعروف بہ حکیم نابینا برادر اکبر ڈاکٹر انصاری مرحوم۔ ۸/دسمبر ۱۹۳۷ء کو ڈاکٹر مظفر الدین قریشی کو لکھتے ہیں۔۔ ''حکیم صاحب کی خدمت میں میری طرف سے بہت بہت آداب عرض کریں۔ باقی رہا ان کا اعتراف کمال سو اس وقت ہندوستان کیا بلکہ تمام ایشیاء میں اسلامی طب انھیں کے نام سے زندہ ہے۔ میری طرف سے ان کی خدمت میں یہ دو شعر عرض کر دیجئے۔ جو ایک علیحدہ کاغذ پر لکھتا ہوں۔ والسلام۔ محمد اقبال ہے دو روحوں کا نشیمن قالب خاکی مرا اک سراپا شور و مستی اک سراپا تاب و تب ایک جو اللہ نے بخشی مجھے روز ازل دوسری ہے آپ کی بخشی ہوئی روح الذہب اس سے زیادہ اور کیا لکھوں میں اے لقمان ملک رکھتا ہے بے تاب دونوں کو مرا حسن طلب
۲	حکیم	اجمل خان	دہلی	دورِ حیات (متوفی ۱۹۲۸ء) طبیہ کالج دہلی کے بانی۔ علامہ اقبال کے نقرس کیلیے دوائیں روانہ کیں۔
۳	ڈاکٹر	عبدالباسط انصاری	بھوپال	چیف ریڈیالوجسٹ۔ جنھوں نے اقبال کا بجلی سے علاج کیا۔
۴	ڈاکٹر	احمد بخش خان بہادر	بھوپال	ریڈیالوجسٹ۔ ڈاکٹر انصاری کے معاون
۵	ڈاکٹر	رحمان	بھوپال	جنھوں نے حمیدیہ ہسپتال میں اقبال کا معائنہ کیا۔
٦	ڈاکٹر	سلطان	بھوپال	ڈاکٹر عبدالباسط کے اسسٹنٹ تھے۔
۷	ڈاکٹر	بوس	بھوپال	ڈاکٹر عبدالباسط کے اسسٹنٹ تھے۔

۸	ڈاکٹر	حسن محمد حیات	بھوپال	ڈاکٹر عبدالباسط کے اسسٹنٹ تھے۔ اقبال ان ڈاکٹروں کے بارے میں ۵/فروری ۱۹۳۵ء کو لکھتے ہیں ۔۔۔۔طبی معائنہ کل ختم ہوا۔ یہاں کے ڈاکٹر نہایت ہوشیار ہیں۔ اور ہسپتال بھی نہایت عمدہ ہے۔
۹	ڈاکٹر	مظفر علی	ویانا	یہ ویانا میں ENT سرجری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔علامہ نے ان کے پاس ایکس ریز تشخیص کے لیے روانہ کئے۔ کیوں کہ ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر احمد بخش میں اختلاف رائے تھا۔
۱۰	حکیم	النسر الاطبا سید ضیاء الحسن	بھوپال	اقبال نے ان سے مشورہ کیا۔
۱۱	حکیم	سلطان محمود	بھوپال	اقبال نے ان سے مشورہ کیا۔
۱۲	ڈاکٹر	ڈک	لاہور	ریڈیالوجسٹ جنھوں نے ٹیومر کو آواز بیٹھ جانے کی علت بتائی۔
۱۳	ڈاکٹر	یار محمد خان	لاہور	ENT اسپیشلسٹ۔ اقبال کے گلے کی بیماری کے معالج۔
۱۴	ڈاکٹر	کرم	لاہور	میو ہسپتال لاہور کے ریڈیالوجسٹ جنھوں نے اقبال کے ایکس ریز لیے
۱۵	ڈاکٹر	کرنل امر چند	لاہور	لاہور کے مشہور ڈاکٹر
۱۶	ڈاکٹر	کپتان الٰہی بخش	دہلی	کنگ ایڈورڈ کالج کے پرنسپل رہے۔ ۱۹۳۸ء میں اقبال کے معالج تھے۔
۱۷	ڈاکٹر	برج موہن ورما	دہلی	ایم ایس ڈی جو امریکہ اور برلن سے فارغ التحصیل تھے۔علامہ انھیں امریکی دوست کہا کرتے تھے۔
۱۸	ڈاکٹر	عباس علی خاں لمعہ	حیدرآباد	ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے۔علامہ سے عقیدت رکھتے تھے اور طبی مشورے دیتے تھے۔
۱۹	ڈاکٹر	ڈنلٹر	لاہور	جنھوں نے علامہ کا معائنہ کرکے بتایا کہ انھیں قلبی بیماری ہے انھیں دوسرے اطباء کے علاج میں شک تھا۔
۲۰	ڈاکٹر	محمد یوسف	لاہور	ممتاز معالج۔ ماہر امراض قلب۔
۲۱	حکیم	الیاس برنی		علامہ کو طبی مشورے دیتے تھے۔علامہ نے ان کو اپنی پوری کیفیت لکھ بھیجی تھی۔
۲۲	ڈاکٹر	متھرا داس	لاہور	اقبال کی آنکھ کے معالج جو اقبال کے موتیا (Cataract) کا آپریشن کرنے والے تھے۔

۲۳	ڈاکٹر	جمعیت سنگھ	لاہور	اقبال کے فیملی ڈاکٹر تھے۔ یہ اقبال کی آخری رات موجود تھے
۲۴	ڈاکٹر	عبدالقیوم ملک	لاہور	اقبال کے معالج۔ یہ اقبال کی آخری رات موجود تھے۔
۲۵	حکیم	محمد حسن قرشی	لاہور	اقبال کے معالج۔ یہ اقبال کی آخری رات موجود تھے۔
۲۶	ڈاکٹر	ڈنٹل سرجن		جن کا نام خط میں نہیں جنھوں نے اقبال کے مسوڑے کا آپریشن کیا۔
۲۷	حکیم	گورداس پور	لاہور	ایک عقیدت مند حکیم صاحب جن کی اقبال نے تعریف کی۔
۲۸	حکیم	سید زادہ	لاہور	۳/ جنوری ۱۹۳۶ کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں۔۔۔ ایک ایرانی الاصل سید زادہ کی دوا نے بہت فائدہ کیا۔ کیا عجب کہ آواز پھر عود کر آئے۔ اس کا دعویٰ ہے اس واسطے میں نے چند روز کے لیے بھوپال جانا ملتوی کر دیا ہے۔
۲۹	حکیم	محمد افضل	لاہور	اقبال کی کم خوابی کے لیے روغن گل تجویز کیا۔
۳۰	حکیم	فقیر محمد	لاہور	جنہوں نے دودھ اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کے کھانے کو منع کیا تھا۔

❁❁❁

علاج

علامہ اقبال کے علاج کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ طبی علاج (یونانی علاج)

۲۔ ایلو پیتھک علاج (انگریزی علاج)

ایلو پیتھک علاج کو مزید تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ دوا، شربت، انجکشن وغیرہ

ب۔ برقی علاج

ج۔ سرجری

۱۔طبی علاج جو علامہ کو پسند تھا جسے علامہ طب اسلامی کہتے تھے جو علامہ کی نظر میں اکسیر تھا چنانچہ اقبال کے خطوط اور اطرافیان کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس علاج کی ترقی اور عالمگیری تشہیر کے بھی خواہاں تھے۔ یونانی علاج میں جڑی بوٹیاں، میووں برگ و ریشہ کے عصارہ، حیوانوں کے عضو اور ان کا تیل، دھاتوں کے کشتے ، جوشاندہ، معجون، شربت، لیپ، قرص، پاؤڈر وغیرہ وغیرہ ہر چیز ہر شکل میں استعمال کی جاتی ہے۔چنانچہ اقبال تقریباً ہمیشہ یونانی علاج ہی کرواتے رہے جس کی تفصیل آگے علامہ ہی کے خطوط سے پیش کی جائے گی۔ حکیم نابینا، حکیم ضیاء الحسن، حکیم قرشی، حکیم اجمل خاں، حکیم سلطان محمود اور حکیم کورداس پور وغیرہ اسی طب کے معالجین تھے۔

۲۔ایلو پیتھک علاج جو موجودہ انگریزی علاج کا دوسرا نام ہے۔اقبال نے اس علاج سے بھی فائدہ اٹھایا۔Stethescope سے سینے کا معائنہ، خون کا سلیق کے ذریعہ امتحان، خون میں میکروب شناسی، ایکس ریز اسی علاج کی سہولتیں ہیں۔اگرچہ ایلو پیتھک علاج میں میوہ جات، ترکاریوں اور پرہیز کو پیش نظر رکھا جاتا ہے لیکن اسکو بطور دوا استعمال نہیں کیا جاتا۔ عام طور پر دواؤں میں کوئی اضافی عنصر اُسے خوش ذائقہ کرنے کے لیے نہیں ملایا جاتا اس لیے ایلو پیتھک دوائیں تلخ اور کڑوی ہوتی ہیں اور جیسا کہ ہمیں مختلف خطوط اور واقعات سے پتہ چلا ہے کہ اقبال تلخ کڑوی دواؤں سے بچوں کی طرح نفرت کرتے تھے انھیں ایلو پیتھک دوائیں پسند نہ تھیں۔سونے پر سہاگہ اقبال کے اطراف قریبی دوستوں میں شامل کچھ حکیم اور کچھ نیم حکیموں نے بھی اس نفرت کی آگ کو ہوا دی اور اقبال کو ایلو پیتھک علاج سے بدظن کر دیا اور اقبال نے بعض اوقات ایلو پیتھک علاج سے صریحاً انکار کر دیا۔لاہور کے جرمن ڈاکٹر ژیلٹر Selzer کی صحیح تشخیص کے بعد ان کے علاج سے انکار راقم کی نظر میں ایک افسوس ناک اقدام تھا۔

سید نذیر نیازی اقبال کے حضور میں لکھتے ہیں۔۔۔''۲۱/ مارچ ۱۹۳۸ء ......دوپہر ہو رہی تھی اسی اثنا میں علامہ نے کھانا کھایا۔کوئی طبی مرکب بھی استعمال کئے تھے کہ دو ایک کش لیے ......خیال تھا کہ مشہور صحافی محمد اسد جو پہلے یہودی تھے آتے ہوں گے۔اسد صاحب کا دیر سے خیال تھا کہ بعض جرمن ڈاکٹر جو لاہور میں مقیم ہیں اور مطب کر رہے ہیں کیوں نہ وہ بھی حضرت علامہ کو دیکھ لیں۔ان میں تو ایک ڈاکٹر ژیلٹر Selzer تھے دوسرے ڈاکٹر کائیلش Dr.Kailesh میں نے اسد صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ آپ ان میں سے کسی سے بات کر لیں ہم انھیں جاوید منزل لے جائیں گے۔اسد صاحب نے ٹیلیفون کیا دو ڈھائی بجے ڈاکٹر ژیلٹر کے ہمراہ آ گئیں

گے۔ڈاکٹر ژیلسر نے کہا آپ کی علالت کا حال کم وبیش پورے طور پر سن چکا ہوں، میں چاہتا ہوں آپ کے قلب اور سینے کا معائنہ کروں۔پھر بھی مجھے آپ سے دو ایک سوال پوچھنا ہے۔ علالت کی ابتدا کیسے ہوئی ، گلے کی کیفیت کیا رہتی ہے۔ابتدا میں تشخیص کی گئی تو علاج ایلوپیتھک ہوا یا طبی، برقی علاج کیسا رہا؟ ایلوپیتھک دواؤں سے طبیعت کیوں نفور ہے؟ پھر جب قلب اور سینے کا معائنہ ہو گیا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے آپ کو انورزم Aneurysm نہیں ہے۔قلب البتہ پھیل گیا ہے ہم اپنی اصطلاح میں اسے Ox's heart ''بیل کا دل'' کہتے ہیں میں نسخہ لکھے دیتا ہوں۔آپ میری دوائیں استعمال کریں آپ کو فائدہ ہوگا۔ڈاکٹر ژیلشر کا خیال تھا کہ ابتدا میں علاج ٹھیک نہیں ہوا۔میں نے محسوس کیا کہ ان کا جی چاہتا ہے حضرت علامہ کا علاج کریں۔حضرت علامہ چودھری صاحب اور قرشی صاحب سے ڈاکٹر ژیلشر کا ذکر کر چکے تھے تو میں نے چودھری صاحب اور حکیم قرشی صاحب سے اپنی رائے کا اظہار کیا یہ کہ ڈاکٹر ژیلشر علاج پر آمادہ ہیں۔تشخیص مختلف ہے کہتے ہیں صحیح دوائیں تجویز نہیں ہوئیں۔سوال یہ ہے کہ ان کی دواؤں کو آزمایا جائے یا نہیں؟ اس لیے کہ وہ بھی اگر چہ ایلوپیتھک ہیں مگر ان کا طریق رائج الوقت ایلوپیتھی سے مختلف ہے۔بالآخر طے پایا کہ سردست علاج میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے ۔ضرورت ہوئی تو ڈاکٹر ژیلشر سے پھر مشورہ کر لیا جائے گا۔ حضرت علامہ نے فرمایا۔''میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ علاج صرف طبی ہوگا، یوں مشورے میں کوئی ہرج نہیں مجھے طبی ادویات پر زیادہ بھروسہ ہے۔'' حکیم قرشی نے کہا آپ کی رائے نہایت صائب ہے ڈاکٹر صاحبان کے مشورے سے اب جس طرح علاج ہونا چاہیے ہو رہا ہے جس کا تعلق دل سے ہے''۔

اقبال کے فیملی ڈاکٹر جمعیت سنگھ،ریڈیالوجسٹ ڈاکٹر عبد الباسط، ڈاکٹر بوس، ڈاکٹر سلطان، ڈاکٹر کرم، ڈاکٹر حیات، ڈاکٹر ڈک، دانظلی ڈاکٹر احمد بخش محمد یوسف، ڈاکٹر ژیلشر ، ڈاکٹر الٰہی، ڈاکٹر امر چند، ڈاکٹر یار محمد، ڈاکٹر ملک، ENT اسپیشلسٹ ڈاکٹر مظفر علی کے علاوہ آنکھ کے معالج ڈاکٹر متھر اداس وغیرہ سب ایلوپیتھک ڈاکٹر تھے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اقبال نے مرض کی تشخیص اور معائنہ کامل کے لیے ایلوپیتھک ذرائع اور اس کے علاج کے طبی علاج پر زور دیا۔

ایلوپیتھک علاج کا ایک جدید طریقہ بجلی کا علاج ہے جس کو Radiation یا Radiation therapy کہتے ہیں۔مختلف مقامات پر خطوں اور حوالوں میں بجلی یا برقی علاج بعض مقامات پر ایکس ریز اکسپوژر، ریڈیم اکسپوژر یا Ultra Violet Rays وغیرہ لکھا گیا ہے۔

اقبال نے آواز کی خاطر یہ علاج تین بار بھوپال جا کر کروایا جس کی تفصیل آگے پیش

ہوگی۔ اقبال کی بجلی علاج کے تین کورس بھوپال میں ان کے تین بار قیام کے دوران ہوئے۔

۱۔۳۱/جنوری ۱۹۳۵ء سے ۷/مارچ ۱۹۳۵ء

۲۔۱۷/جولائی ۱۹۳۵ء سے ۲۸/اگست ۱۹۳۵ء

۳۔۲/مارچ ۱۹۳۶ء سے ۸/اپریل ۱۹۳۶ء

ایلوپیتھک علاج میں سرجری کو بڑا دخل ہے۔ اقبال نے عمر بھر کوئی بڑی سرجری یا آپریشن نہیں کروایا۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ ان کے سینے میں جو Growth ہے اس کے علاج لندن یا آسٹریا میں سرجری یا ریڈیشن سے ہوگا مگر تشخیص غلط ثابت ہونے سے یہ بات پیش نہ آئی۔ اقبال کے کئی خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں مسوڑے اور دانت کی خرابی کی تکلیف رہی چنانچہ کئی بار مسوڑہ پھول جانے پر اقبال نے اس کا آپریشن کروایا۔ اقبال کے خطوط سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

طبّی علاج

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اقبال کو فطری طور پر طبّی علاج پر بھروسہ تھا اور ان کو خصوصی طور پر حکیم نابینا عبدالوہاب انصاری کی طبابت پر ایمان تھا۔ اگست ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ۔۔۔''ڈاکٹر صاحبان بغلیں بجاتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آواز درست نہ ہوگی ۔ میں بھی کبھی کبھی مایوس ہو جاتا ہوں مگر حکیم صاحب کی توجہ اور ان کی روحانیت پر بھروسہ رکھتا ہوں''۔

سید نذیر نیازی اقبال کے حضور میں لکھتے ہیں۔۔۔''حضرت علامہ نے فرمایا۔ مجھے طبّی ادویات پر زیادہ بھروسہ ہے۔طبّی علاج سینکڑوں برس کے تجربات پر مشتمل ہے۔سینکڑوں برس سے طبّی ادویات آزمائی جا رہی ہیں ان کی تاثیر اور فائدہ مندی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ انسانی مزاج، طبیعت اور جسم کے زیادہ قریب ہیں''۔

۲/فروری ۱۹۲۸ء کو اقبال نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں یونانی اور آیورویدک طریق علاج کی حمایت کرتے ہوئے ایک تقریر میں کہا کہ ''میرے نزدیک یونانی اور آیورویدک علاج سستا بھی ہے اور ہماری طبیعت کے موافق بھی۔مزید یہ ہماری دوائیں صحت کے لیے زیادہ مفید ہیں''۔

۱۲/جون ۱۹۳۴ء کو اقبال سید نیازی کو خط میں لکھتے ہیں۔۔۔

''ان دنوں میں آواز میں فرق ضرور آیا ہے مگر ایسا نہیں جس کو سب لوگ نوٹ کر سکیں...... حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کر دیجیے اگر کوئی دوا اس سے زیادہ طاقتور ہو تو عطا فرمائیں کیونکہ یہاں کے تمام احباب منتظر ہیں کہ کب ڈاکٹروں کو شکست ہوتی ہے''۔

۲۸/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کے خط میں لکھتے ہیں۔۔۔

حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے کہ آواز میں گزشتہ ہفتہ کچھ تبدیلی ہوئی تھی مگر اس سے آگے مزید تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ صحت بہت اچھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نمایاں ترقی آواز میں ہو۔ بلغم صبح کے وقت بہت نکلتی ہے اور اس کے نکلنے سے آواز بھی قدرے صاف ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ اب آواز کی خاطر کسی ایسے اکسیر کی ضرورت ہے جو بہت جلد اور نمایاں اثر کرے اور آج کل ایسا اکسیر سوائے حکیم صاحب کے اور کس کے پاس ہے؟ اگر پاس نہیں ہے تو ان کی خدمت میں عرض کریں کہ ایسا اکسیر ایجاد کریں اور اپنے طبی ذوق کی گہرائیوں سے اسے پیدا کریں۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ خرگوش نر کے دماغ کا جوہر کسی کیمیاوی طریق سے تیار ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً عرق وغیرہ سے ماءاللحم تیار کرتے ہیں۔ یہ بات بھی حکیم صاحب سے دریافت کرنے کی ہے۔ اگر انھوں نے عرق کی رائے دی تو تیار کر دیا جائے گا یا اس کا ماءاللحم تیار کرایا جائے گا۔

ہم نے صرف اقبال کے خطوط سے ان کی مختلف بیماریوں کی شکایت اور ان کے طبی علاج کو قارئین کی سہولت کی خاطر ذیل میں پیش کیا ہے جس کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے نہ صرف دوا کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا بلکہ اس کے مختلف مرکبات پر بھی وقتاً فوقتاً سوالات کیے۔

مطالب کو آسانی کے ساتھ بیان کرنے کے لیے ہم نے ذیل کی سرخیوں میں بیانات اور حوالوں کو پیش کیا ہے۔

الف۔ دواؤں کے نام، ان کے اثرات، طریقہ استفادہ، تلاش اکسیر
ب۔ درد گلو اور آواز کا علاج
ج۔ نقرس کا علاج
د۔ نزلہ، زکام کا علاج
ھ۔ قبض، ریح کا علاج
و۔ ملیریا کا علاج
ز۔ دانتوں کا علاج
ح۔ آنکھوں کا علاج
ط۔ اختلاج کا علاج
ی۔ درد گردہ کا علاج

ا۔ دواؤں کے نام، اثرات، طریقۂ استفادہ اور تلاشِ اکسیر

ہم نے اقبال کا اپنے بھتیجے اعجاز احمد کے نام خط کو اس لیے یہاں پیش کیا ہے تاکہ اس سے اقبال کی غیر معمولی صلاحیت اپنے مرض اور اس سے مربوط دواؤں سے معلوم ہو سکے۔ اقبال کی کوشش یہ رہی کہ پوری کیفیت کو مختلف عارضوں اور شکایات میں تقسیم کر کے بیان کریں۔
۲۰ مئی ۱۹۳۷ء کو اعجاز احمد کو لکھتے ہیں۔

''برخوردار اعجاز طال عمرہٗ میں نے حکیم نابینا صاحب کی خدمت میں کچھ دن ہوئے ایک رجسٹرڈ خط لکھا تھا جس کا کوئی جواب اب تک نہیں ملا۔ مہربانی کر کے تم یہ خط خود جا کر ان کی خدمت میں پیش کرو اور جو دوا وہ دیں اسے لے کر مجھے پارسل کر دو!''

(۱) سنہری گولی جو صبح بالائی میں رکھ کر کھائی جاتی ہے اب ختم ہونے کو ہے۔ یہ گولی مجھے بہت مفید ثابت ہوئی ہے اس کے کھانے سے پیٹھ کی درد رفع ہوئی اس کی کافی تعداد اگر حکیم صاحب روانہ کر دیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ حکیم صاحب کو بار بار زحمت دینے کی ضرورت نہ رہے گی۔

(۲) سفید ورق والی گولی جو ناشتے میں کھائی جاتی ہے اس کی تعداد کافی ابھی میرے پاس موجود ہے اس کے روانہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) سفید ورق والی جو پان میں رکھ کر کھائی جاتی ہے۔ قریب الاختتام ہے صرف تین گولیاں باقی۔ یہ تولید بلغم کو روکنے والی گولی ہے اگر اس کا جاری رکھنا ضروری ہے تو یہ بھی کافی تعداد میں ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۴) اپریل کے ابتدا میں جب میں حکیم صاحب سے ملا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا کہ تمہارا جگر ریح پیدا کرتا ہے اب اس کا علاج ضروری ہے اس کے لیے انھوں نے ایک معجون مجھے عطا فرمائی تھی۔ اس معجون کا نسخہ اس خط میں ملفوف کرتا ہوں۔ وہ حکیم صاحب کو دکھا دیں تاکہ انھیں یاد آ جائے۔ یہ بھی اب قریب الاختتام ہے چند خوراک باقی ہے اگر اسی کو جاری رکھنا ہو تو اس کے مقدار بھی کافی ارسال کریں۔ مگر پیشتر اس کے کہ حکیم صاحب قبلہ اسی معجون کے استعمال کا حکم دیں یا اس میں کوئی ترمیم کریں۔ مندرجہ ذیل امور اُن کے گوش گزار کرنا لازم ہے۔

(i) جگر بدستور ریح پیدا کرتا ہے اس میں کمی نہیں ہوئی غالباً یہ معجون موثر نہیں ہوئی۔
(ii) دم بھی پھولتا ہے گو پہلے کی نسبت کم اس سے میں یہ اندازہ کرتا ہوں کہ دل کی تقویت کے لیے کسی خاص موثر دوا کی ضرورت ہے۔
(iii) قبض کی شکایت بھی کم و بیش ہے۔

(iv) اس معجون کے استعمال کے چند روز بعد پیٹھ کا درد بھی عود کر آیا حالانکہ اس کے استعمال سے پہلے مطلق نہ تھا میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا عود کرآنا معجون کے استعمال کی وجہ سے ہے تاہم یہ واقعہ حکیم صاحب کے نوٹس میں لانا ضروری ہے۔بہر حال جو امور حکیم صاحب کی خاص توجہ کے مستحق وہ یہ ہیں۔

(i) ریح کا پیدا ہونا (ii) دم پھولنا (iii) قبض کی شکایت (iv) پیٹھ کے درد کا پھر عود کر آنا (v) ریح جو پیدا ہوتی ہے جب تک نہ نکلے کمر میں درد ہوتا رہتا ہے اور دونوں طرف کے گردوں پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔نکل جائے تو درد میں تخفیف ہوتی ہے''۔

۱۳/اکتوبر ۱۹۱۷ء کو مولانا گرامی کو لکھتے ہیں---

''یہ دریافت کرنا بھول گیا کہ جو آپ نے گولیاں مجھ کو دیں تھیں ان کے استعمال کا کیا طریقہ ہے؟ کیا ایک روز کھائی جائے گی یا دو صبح وشام اور نیز یہ کہ کس چیز کے ساتھ کھائی جائے اور پرہیز وغیرہ کس چیز سے ہو اس سے آگاہ کیجئے''۔

۴/اگست ۱۹۲۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں---

''آپ نے لکھا ہے کہ وسط ناشتہ میں جو دوا کھائی جائے وہ گھلا کر کھائی جائے معلوم نہیں گھلا کر کھانے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ پہلے تو میں ناشتہ کے درمیان چائے کیا یک گھونٹ کے ساتھ نگل لیا کرتا ہوں۔شاید گھلا کر کھانے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ گولی کو منہ میں کچھ دیر رکھا جائے حتیٰ کہ گھل کر خود بخود حلق سے اتر جائے۔یہ مفصل لکھئے کہ آپ کا کیا مطلب ہے؟''

علامہ دواؤں کی تعداد سے گھبراتے تھے چنانچہ ۲۹/جولائی کے خط میں سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں---

''اب تک آواز بدستور ہے اور کوئی کشایش اس میں نہیں ہوئی چھینک دو چار دفعہ دن میں آتی ہے اور اس سے ریلیف بھی ہوتا ہے بلغم بھی کچھ خارج ہوتا رہتا ہے مگر آواز پر اثر نہیں ہوتا۔ پہلے روح الذہب دیا جاتا تھا اس سے بہت فائدہ ہوا اب حکیم صاحب نے اس کا دینا بند کر دیا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ دواؤں کی تعداد گھٹا دی جائے اور چار پانچ دواؤں کی جگہ صرف ایک یا دو ہوں؟''

۸/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں---

''آپ کا خط ابھی ملا ہے جس کے اندر دوائی بھی ہے۔صبح نو بجے حلوے کے ساتھ دوا کھانا غیر ممکن ہے کہ میں اگر حلوا کھالوں تو دن بھر بھوک نہیں لگتی اور میرے لیے حلوا سخت قابض ہوتا ہے۔اس کے علاوہ کھانا ہمیشہ ۱۱ بجے کھاتا ہوں اگر آپ کی ہدایت کے مطابق اوقات خوارک میں تبدیلی کی جائے تو تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ وسط ناشتہ ہی

میں دوا کا استعمال کیا جائے دیگر عرض یہ ہے کہ ان تمام دواؤں میں سے صرف ایک دوا (وسط ناشتہ والی) کھائی جائے تو کیا ہرج ہے؟ یا زیادہ سے زیادہ دو دوائیں ایک وسط ناشتہ اور دوسری رات کو سوتے وقت اگر حکیم صاحب ایک دوا کی اجازت دیں تو نہایت مناسب ہے کیونکہ اس طرح انگریزی دوا کے استعمال میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ باقی حالات بدستور ہیں۔ عام صحت اچھی ہے۔ آواز کا وہی حال ہے جو بھوپال سے واپس آتے ہوئے تھا۔''

۲۷/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے۔ اس دوا سے اس وقت تک کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ حالت وہی ہے جو پہلے تھی میرے خیال میں جو دوا اس سے پہلے میں نے کھائی تھی وہ نسبتاً اس سے مفید تھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ دوا میں تین چیزوں کا لحاظ ضروری ہے۔ ۱۔ بلغم کا استیصال کرے ۲۔ قوت جسمانی میں ترقی ہو ۳۔ آواز پر موثر ہو۔''

خالد نظیر صوفی اقبال درونِ خانہ میں لکھتے ہیں۔ ''میٹھی چیزیں انھیں بہت پسند تھیں یہاں تک کہ دوا بھی میٹھی ہی پسند فرماتے۔ خمیرہ گاؤزبان ان کی پسندیدہ دوا تھی۔ کڑوی کسیلی دوا پینا اُن کے لیے انتہائی مشکل ہوتا''۔

علامہ اقبال دواؤں کو وقت پر کھاتے تھے چنانچہ ۲۴/ستمبر ۱۹۲۷ء کو شیخ اعجاز احمد کو لکھتے ہیں ---''حکیم صاحب کی بھیجی ہوئی دوائیں مل گئیں اب کے انھوں نے صرف دو معجون کھانے کے لیے ارسال کی ہیں۔ اس سے قبل دوا کا دستور العمل یہ تھا''۔

☆ صبح سنہری گولی بالائی میں۔

☆ آٹھ بجے سفید گولی ناشتے کے دوران میں۔

☆ دس بجے سفید گولی دونوں معجونوں میں سے ایک کے ساتھ۔

☆ چار بجے شام دوسری معجون۔

اب کے جیسا لکھا گیا ہے صرف دو معجونیں صبح وشام کے لیے موصول ہوئی ہیں۔ الگ کوئی گولیاں نہیں بھیجی گئیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنہری اور سفید گولیاں جن کا استعمال ہو رہا تھا ان معجونوں میں شامل کر دی گئی ہیں یا نہیں''۔

۲۵/اکتوبر ۱۹۲۷ء پروفیسر مظفر الدین کو لکھتے ہیں ---

''آپ کا مرسلہ پیکٹ دواؤں کا مل گیا...... دواؤں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) روح الذہب (۲) روح الذہب جدید (۳) حب تقویت صلب''

۲۲ر جنوری ۱۹۲۸ء کو ڈاکٹر مظفر الدین کے خط میں لکھتے ہیں ۔۔۔

''بعض دفعہ رات کو پچھلے پہر بھی تنفّس تکلیف دیتا ہے اور حکیم قرشی صاحب کے جوشاندہ میں عناب، گاؤزباں، اور ابریشم وغیرہ ہے کے پینے سے آرام ملتا ہے۔

حکیم قرشی صاحب فرماتے ہیں دوا المسک اور خمیرہ گاؤزبان عنبری کا استعمال میرے لیے بہت مفید ہوگا۔مہربانی فرما کر آپ اس بارے میں حکیم صاحب سے مشورہ فرمائیں اور جو کچھ ان کی رائے ہو اس سے مجھے مطلع فرمائیں''۔

۳۱ر جنوری ۱۹۲۸ء کو ڈاکٹر مظفر الدین کو لکھتے ہیں ۔۔۔

''روح الذہب کے ساتھ اگر کوئی معجون حکیم صاحب ایسی تیار فرمادیں کہ جس میں درد بلغم اور دم پھول جانے یعنی تینوں باتوں کا خاص لحاظ رکھا جائے تو شاید یہ معجون بہت موثر ہو''۔

ب۔ درد گلو اور آواز کا علاج

جنوری ۱۹۳۴ء سے اقبال کی آواز بیٹھ گئی جو انتقال کے وقت تک ٹھیک نہ ہو سکی۔ اقبال نے آواز کے عود آنے کے لیے ایلو پیتھک، بجلی اور کئی طبی علاج کیے لیکن فائدہ نہ ہوا۔ ذیل میں صرف طبی علاج کے نکات اقبال کے خطوط سے پیش ہو رہے ہیں تاکہ اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ آواز کا مسئلہ اقبال کے لیے کس قدر اہمیت کا حامل تھا۔ آواز کے بیٹھ جانے کی وجہ سے اقبال جو بلند آواز میں تلاوت قرآن کرتے تھے محروم ہو گئے، جلسوں، میٹنگوں، اور کانفرنسوں میں جو خطبے دیتے تھے، ملتوی کر دیئے گئے۔ بیرسٹری کا کام بند ہو گیا یعنی اقبال گھر کی چار دیواری میں محصور ہو گئے۔ کبھی لندن اور ویانا جانے کا قصد کیا۔ تین بار بجلی کے علاج کے لیے بھوپال گئے۔ ہر شخص کا نسخہ اور ٹوٹکا استعمال کیا۔ آخری علالت کے مہینوں میں آواز سے مایوس ہو گئے اور پھر دمہ کے حملوں کے اسیر رہے۔ اب اقبال کی توجہ آواز سے زیادہ تنگی نفس پر تھی۔

ع۔ اے بسا آرزو کہ خاک شود

تف بر تو اے چرخ پیر! تو نے اُس برصغیر کی اذان صبح گاہی کی آواز کو دھیما کر دیا جو ملت کو خواب گراں سے جگا رہی تھی۔

۲۲ر مئی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ۔۔۔

''میں نے سُنا ہے کہ ہندوستانی دوا خانہ دہلی میں کوئی شربت ہے جو گلے کی سب بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ گر یہ بات درست ہو تو آپ وہاں سے ایک بوتل شربت بذریعہ

وی۔ پی میرے نام بھجوا دیں''۔

۲/ جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''شملہ میں میرے ایک مہربان خواجہ حبیب اللہ ہیں وہ کہتے ہیں کشمیر کی گل قند بشرطیکہ بہت پرانی ہو ووکل کارڈ کی تقویت کے لیے اکسیر ہے۔ پچاس سال پرانی گل قند خواجہ صاحب کے پاس موجود ہے۔ مہربانی کر کے حکیم صاحب سے ذکر کریں اور ان سے پوچھئے کہ گل قند کے استعمال کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہیں۔ شہد کے استعمال کے متعلق بھی ہدایات معلوم کیجئے''۔

فطرتاً علامہ دوا کے استعمال کے بعد فوری نتیجہ کے امیدوار تھے چنانچہ

۱۵/ جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''نئی دوا جس کو پان میں رکھ کر چبانے کی ہدایت ہے اور جو آواز کے لیے مخصوص ہے کچھ ایسی مفید ثابت نہ ہوئی آج اسے کھاتے ہوئے چار روز ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ قبض نہ ہوا کرے۔ حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے قبض کی شکایت رفع نہیں ہوئی''۔

۲۲/ جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''تازہ انجیر کا انتظام ہو گیا ہے۔ ہر روز ملتان سے آ جاتی ہے۔ اور انجیر بھی نہایت عمدہ، کابل اور قندھار کی انجیروں سے بھی بہتر۔ سردہ کا بھی انتظام ہو گیا ہے مگر وہ اگست میں کابل سے آنا شروع ہوگا''۔

۲۷/ جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''جہاں تک آواز کا تعلق ہے ابھی تک کوئی دوا کارگر نہیں ہوئی۔ لیپ کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا''۔

۲/ اگست ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''کل پرسوں سے آواز پھر کچھ رو بصحت معلوم ہوتی ہے مجھ کو یقین ہے کہ جواہر مہرہ ضرور مفید ثابت ہوگا۔ حکیم صاحب سے یہ بھی دریافت کیجئے کہ جواہر مہرہ کے اجزا کیا ہوتے ہیں''۔

۸/ ستمبر ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''سردہ کابل سے منگوایا تھا دو تین روز تک کھایا مگر آواز پر اس نے اچھا اثر نہ کیا۔ اس واسطے میں نے پرسوں سے اس کا کھانا چھوڑ دیا''۔

۱۱/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''دیگر عرض یہ ہے کہ اب بہ نسبت سابقہ خفیف سی مزید تبدیلی آواز میں ہوتی ہے۔ خدا کرے اس میں ترقی ہو۔ بادام تو روز کھاتا ہوں۔ چلغوزہ مصری کے ساتھ کھانے کے بعد۔ پستہ

چلغوزہ چند روز کھایا۔ بعدازاں خودبخود چھوٹ گیا۔ مجھے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بادام مع مصری پستہ وچلغوزہ سے زیادہ مفید ہے۔ بہرحال اگر پستہ وچلغوزہ کا التزام بھی ضروری ہے تو کل سے پھر شروع کردوں گا۔

پرندوں اور زرخرگوشوں کا مغز میں نے آج تک استعمال نہیں کیا میں نے اس سے پہلے آپ کی خدمت میں لکھا تھا کہ مغز خرگوش کا کھانا میرے لیے ناممکنات سے ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس پرندوں کا مغز۔ مجھے مغز سے خواہ کسی بھی جانور کا ہو سخت کراہیت ہوتی ہے۔ بکرے کا مغز پکا ہوا دیکھ لوں تو طبیعت متلا جاتی ہے۔ خرگوش کا روز ملنا بھی مشکل ہے۔ بکرے کا مغز تو شاید دل کڑا کر کے کھا بھی لوں۔ خرگوش کا مغز یا چڑے کا مغز کھانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کیجیے کہ ان کی جگہ کوئی اور دوا تجویز فرمائیں تو نہایت مہربانی ہوگی۔ دوا نہیں تو کوئی اور خوراک تجویز کردیجیے''۔

۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو لکھتے ہیں۔۔۔

'بادام ہر روز کھاتا ہوں۔ باقی رہا خرگوش کا دماغ سواس کے لیے دریافت کروں گا کہ کوئی طریقہ ایسا نکلے جس سے کراہت نہ ہو۔ مغز عصفور کا جوہر کس طرح تیار کرتے ہیں۔ اگر تیار شدہ ممکن ہو تو میں اس استعمال ضرور کرلوں گا۔ حکیم صاحب یا کسی ڈاکٹر سے دریافت کر کے مطلع کریں''۔

حکیم نابینا کی دواؤں سے آواز بہتر نہ ہوئی تو اقبال کی تشویش بڑھ گئی۔ حکیم صاحب سے اکسیر ایجاد کرنے کے طلب گار ہوئے اُدھر حکیم صاحب نے زرخرگوش اور مغز عصفور چڑیا کا بھیجہ (مغز Brain) کھانے کا نسخہ دیا۔ اقبال کی طبیعت میں ان چیزوں پر فکر کرنا بھی کراہیت کا باعث تھا۔ اُدھر دوسرے لوگوں نے مشک، چرس، خاص گوندوں سے بنی ہوئی لیپ کے علاوہ گلے کے دونوں طرف جونک لگانے کا مشورہ دیا۔ اقبال نے کہا کہ وہ حکیم صاحب کے مشورے کے بغیر کچھ نہیں کریں گے چنانچہ حکیم صاحب نے چرس وغیرہ کا استعمال سختی سے منع کردیا۔ ذیل کے مذکورا قبال کے خطوط ان مسائل کو مزید روشن کریں گے''۔

۱۲؍جولائی ۱۹۳۴ء ایک اور خط میں سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں۔۔۔

''اُمید ہے آپ نے میرے سب خطوط حکیم صاحب کو سُنا دیئے ہوں گے۔ کل اتوار آپ کے خط کا انتظار تھا امید ہے آج ملے گا اور شاید دوا بھی۔ اگر حکیم صاحب نے کوئی اور دوا بدل دی ہے

تو دو ایک امور اور دریافت طلب ہیں حکیم صاحب سے معلوم کیجئے۔

(۱) مجھ کو بعض تجربہ کار لوگوں نے ہدایت دی ہے گلے کے دونوں طرف جونک لگوائی جائے۔

(۲) جراحوں کا ایک پرانا خاندان لاہور میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کے پاس ایک لیپ ہے جو اس مریض کے گلے پر لگایا جاتا ہے۔ میں نے ان سب لیپ کے اجزا دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ چار قسم کے گوندوں سے بنا ہے جن کے اثر سے بلغم جل کر کافور ہو جاتی ہے۔ جراح کا بھی یہی خیال ہے کہ آواز کی خرابی نزلے کی وجہ سے ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ پانچ روز تک متواتر لگانے سے آواز میں بہتر ترقی ہو گی بلکہ ممکن ہے کہ بالکل اچھی ہو جائے اور پھر کسی دوا لگانے یا کھانے کی ضرورت نہ رہے۔ غرضیکہ اس کو بہت دعویٰ اس پر ہے شہر کے لوگ جو ہمارے ہمدرد ہیں مجبور کر رہے ہیں۔ میں نے سب کو یہی جواب دیا ہے کہ حکیم صاحب کے مشورے کے بغیر کچھ نہ ہوگا"۔

۱۲ راگست ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

"ایک شخص نے مشک کے استعمال کا مشورہ دیا ہے۔ شاید موجودہ دوا میں یہ جزو پہلے سے ہی موجود ہے"۔

۱۸ رستمبر ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

"ایک خط پہلے لکھ چکا ہوں۔ اس کے جواب میں آپ کا کارڈ بھی مل گیا ہے۔ ایک شخص جو خود اس بیماری کا مریض رہ چکا ہے عراق میں اسے ایک ترک طبیب نے تمبا کو میں چرس رکھ کر پلائی تھی اور اس کے ساتھ پٹین کی چائے جس میں شکر کی جگہ گڑ ڈالا جائے۔ اس نسخے سے اُسے فائدہ ہو گیا اور صرف تین چار روز کے عرصے میں اس کی آواز صاف ہو گئی۔ کہتا ہے کہ شرطیہ علاج کرتا ہوں۔ آپ حکیم صاحب سے اُس کا ذکر کریں کہ آیا چرس کا استعمال آواز کے لیے مفید ہے۔ چرس گولی کی صورت میں ہے اور گولی مکی کے دانے سے بقدر نصف کے ہے۔ حکیم صاحب کی دوا کا استعمال جاری ہے۔ چونکہ آواز پر کوئی نمایاں اثر نہیں ہوتا اس واسطے طبیعت پریشان رہتی ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ آواز کشا گولیوں کا بھی اثر نہیں ہوا۔ سردہ کابل سے منگوایا تھا دو تین روز تک کھایا مگر آواز پر اس نے اچھا اثر نہیں کیا۔ اس واسطے میں نے پرسوں سے اس کا کھانا چھوڑ دیا ہے"۔

۵ رستمبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''حکیم صاحب سے یہ بھی عرض کریں کہ کسی شخص نے کہا ہے کہ چاندی کا کشتہ جو لیموں میں تیار کیا جائے چالیس روز تک کھایا جائے تو آواز عود کر آئے گی''۔
۱۲/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پروفیسر مظفر الدین کو لکھتے ہیں۔۔۔

''حکیم صاحب سے یہ بھی دریافت کیجئے کہ آیا سونے کے کشتہ کا استعمال میرے لیے مفید یا مضر ہے؟ حکیم صاحب کے ایک دوست جنھوں نے دیر تک ان کے ساتھ کام کیا ہے یعنی شاہزادہ غلام محمد خان کشتۂ طلا کا استعمال میرے لیے مفید بتاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتۂ یاقوت کا استعمال بھی وہ میرے لیے مفید بتاتے ہیں۔ میں نے اُن سے یہی کہا تھا کہ حکیم صاحب قبلہ کے مشورہ کے بغیر میں کوئی کشتہ استعمال نہیں کر سکتا''۔

ج۔ نقرس کا علاج (Gout)

نقرس کے علاج کے سلسلے میں ہمیں صرف یہی معلوم ہے کہ علامہ نے بکری گائے کا گوشت کھانا کم یا بند کر دیا تھا اور زیادہ تر مرغ اور مچھلی وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ مولانا گرامی کے نسخہ اور حکیم اجمل خاں دہلوی کا علاج بھی رہا۔ ایلو پیتھک دوائیں بھی استعمال کیں مگر فائدہ نہ ہوا۔ اقبال عموماً انگوٹھے پر لیپ لگاتے تھے۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ صہبا لکھنوی نے اقبال اور بھوپال میں جگہ جگہ اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ اقبال تین بار بھوپال نقرس کے علاج کے لیے گئے اور ان کا نقرس کا علاج ڈاکٹر عبدالباسط نے کیا۔ کئی عبارتوں کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے موصوف کو غلط فہمی ہوئی اقبال درد گلو اور آواز بیٹھ جانے کے سلسلے میں بجلی علاج کے لیے گئے چنانچہ بجلی کا علاج نقرس کے لیے نہیں تھا اور نہ ڈاکٹر عبدالباسط ریڈیلوجسٹ نے بجلی سے ان کے نقرس کا علاج کیا۔ یہ سچ ہے کہ اقبال کو نقرس کے خفیف دورے آخری عمر تک بھی پڑتے رہے لیکن اس کے علاج کا کوئی تعلق ان کے بھوپال جانے سے بھی نہیں تھا۔ ہم اقبال کے برقی علاج کے موضوع میں اس پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔
مولانا گرامی کو ۲۳/مارچ ۱۹۲۲ء کو لکھتے ہیں۔۔۔

''میری حالت ابھی تک بدستور ہے چلنے پھرنے سے قاصر ہوں۔ انگریزی دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آج حکیم اجمل خاں صاحب کی دوا شروع کی ہے جو کل دہلی سے آئی تھی۔ آج پندرہ روز ہو گئے کہ مکان سے نیچے نہیں اتر سکا اور ابھی خدا جانے یہ قید کتنے روز باقی رہے''۔
پھر ۲/اپریل ۱۹۲۲ء کو مولانا گرامی کو لکھتے ہیں۔۔۔

''میں ابھی تک علیل ہوں گو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کامل

صحت عطا فرمائے۔ حکیم اجمل خاں صاحب نے دہلی سے دوا بھیجی تھی مگر اس سے بھی بہت کم فائدہ ہوا۔ کل گورداس پور سے ایک حکیم صاحب خود بخود تشریف لے آئے تھے دوا دے گئے ہیں جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے...... میں تو اپنے آپ کو اس درد کی وجہ سے رفتنی سمجھتا تھا مگر محض اس خیال سے تسکین تھی کہ پاؤں کا درد ہے۔ حرکت محال ہے رفتنی نہیں آمدنی ہوں'۔

۳۰رجنوری ۱۹۲۶ء کو غلام رسول مہر کو لکھتے ہیں ---

''خیال تھا کہ گوٹ Gout کی تکلیف جو مجھے گذشتہ رات ہوگئی تھی آج شام تک رفع ہو جائے گی میں نے اس کا علاج بھی کیا مگر اب گر گابی پہنی تو تکلیف بڑھ گئی''۔

د۔ نزلہ، زکام اور کھانسی کا علاج (Common Cold)

۲۴رمئی ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ----

''شربت صدر کی ایک شیشی جو آپ نے بھیجی تھی آپ کو معلوم ہوگا وہ میں نے اتفاقیہ پی تو اُس سے فائدہ محسوس ہوا۔ اس سے بلغم پک کر آسانی سے نکل جاتی ہے......اس بات کا بھی خیال رہے کہ مجھے گاہے گاہے درد نقرس بھی ہو جاتا ہے اس کی روک تھام بھی ہوتی رہے۔ انگوٹھے پر لگانے کی دوا بھی ہو تو اور بھی بہتر ہے'۔

۵رستمبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''مجھے زکام ہو گیا تھا جو تین دن رہا۔ بہیدانہ اور بنفشہ شربت پینے سے بلغم پک گئی ہے''۔

ھ۔ قبض اور ریح کا علاج (Constipation and Gas Trouble)

۱۲رجون ۱۹۳۴ء کو سید نیازی کو لکھتے ہیں --

''قبض کی کسی قدر شکایت ہے پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ گلابی رنگ کی گولی حکیم صاحب نے ریح کے لیے دی تھی جو کھانے کے بعد کھائی جاتی ہے۔ اُس وقت میں نے شکایت کی تھی ریح جمع ہو کر تکلیف دیتی ہے۔ دو چار روز کے بعد استعمال سے ریح کی شکایت جو اس وقت تھی دور ہوگئی تھی اب وہ شکایت باقی نہیں۔ پھر وہ گلابی رنگ کی گولی کھانے کے بعد کھائی جائے یا اس کا استعمال اب چھوڑ دیا جائے؟ یہ تمام اُمور حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کر دیجئے اور نیز یہ بھی عرض کیجئے کہ اگر کوئی اور دوا اِس سے زیادہ طاقتور ہو تو عطا فرمائیں کیونکہ یہاں کے تمام احباب منتظر ہیں کہ کب ڈاکٹروں کو شکست ہوتی ہے'۔

۱۲رجولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''رات کو دلیا مع دودھ کھاتا ہوں اگر ایسا نہ کروں تو قبض رفع نہیں ہوتی''۔

۱۱/اگست ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ----

''چند باتیں حکیم صاحب سے دریافت طلب ہیں۔

(۱) پہلے کسی قدر قبض تھی مگر پاخانہ کی حالت بہت اچھی تھی۔اب مجھے پاخانہ تو کھل کر آتا ہے لیکن نرم تر۔شاید جو دوا رات کو کھائی جاتی ہے دست آور ہے۔دن کے وقت انجیر بھی ملتان سے منگوا کر کھاتا ہوں وہ بھی قبض کشا ہوتی ہے۔ہاں یہ کہنا بھول گیا کہ شام میں مرغ کے چوزہ کا شوربا پیتا ہوں۔شاید نرم پاخانہ میں اس کا بھی دخل ہو''۔

۲۰/مئی ۱۹۲۷ء کو شیخ اعجاز احمد کو لکھتے ہیں ---

''اس معجون کے استعمال کے چند روز بعد پیٹھ کا درد بھی عود کر آیا۔ حالانکہ اس کے استعمال کے پہلے مطلق نہ تھا......ریح جو پیدا ہوتی ہے جب تک نہ نکلے کمر میں درد ہوتا ہے اور دونوں طرف کے گردوں پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے نکل جائے تو درد میں تخفیف ہوتی ہے''۔

۲۷/جون ۱۹۲۷ء کو پروفیسر الیاس برنی کو لکھتے ہیں ---

''سلوف اور جواہر مہرہ کے استعمال کے متعلق جو ضروری ہدایات ہوں وہ بھی لکھ دیجئے۔ کھانے پینے کے متعلق اگر کوئی ہدایت ہو تو وہ بھی فرما دیجئے''۔

و۔ملیریا کا علاج

اقبال کو شاید بچپن یا جوانی میں ملیریا ہوا ہو گا لیکن بعد میں سردی جاڑے کے بخار کی آمد جو صرف مختصر تھی اور بعض اوقات پیشاب کی جلن یا سرخ رنگ کے ساتھ تھی ان کے مثانہ یا گردے کے انفکشن سے مربوط ہو سکتی تھی۔لیکن بہرحال اقبال نے کئی بار کونین کی گولیاں کھائیں جو ایلو پیتھک اور طبی علاج ہے اُسے ہم نے یہاں پیش کیا ہے۔

یکم جون ۱۹۳۵ء سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں ---

''مجھے کبھی کبھی ملیریا بھی ہو جاتا ہے چند روز کونین کھاؤں تو رکا رہتا ہے چھوڑ دوں تو پھر ہو جاتا ہے۔گذشتہ ماہ میں دو تین دفعہ ایسا ہوا ہے''۔

ز۔دانتوں کا علاج

اقبال جب مسوڑے پھولتے تو آخر کار آپریشن سے کھولا دیتے۔دانت جب خراب ہو جاتے تو اُسے اکھڑا دیتے لیکن وہ ہمیشہ مسواک استعمال کرتے اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ

موتی منجن استعمال کرتے تھے۔

۲۵ رمئی ۱۹۱۳ء مولوی صالح محمد ادیب تونسوی کو لکھتے ہیں ---

''شام کو میں دردِ دنداں میں مبتلا ہو گیا اس واسطے مجبوراً آج پاک پٹن کا سفر کرنے سے قاصر ہوں کہ دانت کو لکلوا دینے کا ارادہ ہے''۔

۷ رجون ۱۹۳۱ کو مولوی صالح محمد ادیب تونسوی کو لکھتے ہیں ---

''چار روز کی سخت تکلیف کے بعد دونوں دانت جو دکھتے تھے ان کو اکھڑوا دیا گیا''۔

۲۱ رجولائی ۱۹۳۶ء کو پروفیسر الیاس برنی کو لکھتے ہیں ---

''میرا خیال ہے کہ جواہر مہرہ اور سلوف کی گولیوں سے پہلے ٹرائی کیا تو شاید بہتر نتائج نکلیں۔موتی منجن اور تیل کے لیے میں نے آپ کی خدمت میں لکھا تھا کہ دکاندار سے کہہ کر وی۔پی بھجوا دیجئے۔وہ پارسل اب تک نہیں ملا''۔

ح۔آنکھوں کا علاج

اقبال کی بینائی بچپن سے کمزور تھی چشمہ کا استعمال کرتے۔انتقال سے ۲ سال قبل موتیا اُترنے لگا۔خط و کتابت سے معذور ہو گئے۔حکیم صاحب سے سرمہ استعمال کرتے رہے لیکن فائدہ نہ ہوا۔ڈاکٹر متھراداس جو ایلو پیتھک ڈاکٹر تھے علامہ کا موتیا کا آپریشن کرنے والے تھے لیکن زندگی نے اجازت نہ دی۔

ط۔اختلاج کا علاج

۲۲ رمارچ ۱۹۳۵ء کو محمد عباس علی خاں لمعہ کو لکھتے ہیں ---

''گولیوں کا استعمال جاری ہے اور لسی بھی استعمال کرتا ہوں جس سے اختلاج میں ضرور افاقہ ہوتا ہے اس کے ساتھ آپ کی حسب خواہش آنولے کا مربہ بھی استعمال کر رہا ہوں''۔

ی۔دردِ گردہ کا علاج

اقبال دردِ گردہ سے بہت پریشان رہے انھیں جوانی سے شدید دردِ گردہ (Renal Colic) کے دورے پڑتے تھے۔۱۹۲۸ء میں جب گردے کا دورہ شدید ہوا تو حکیم نابینا کی دوا روح الذہب سے علامہ کو آرام ہوا۔علامہ نے اس معجزہ درمان سے متاثر ہو کر حکیم نابینا کے لیے

اشعار لکھے۔جسے حکیم صاحب کے نبیرگان نے ایک کتابچہ میں اس تحریر کے ساتھ شائع کیا۔ افتخار قوم وملت علامہ اقبال مرحوم کے بائیں گردے میں اس قدر بڑی پتھری تھی کہ ایکس ریز دیکھ کر ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ گردہ اس کی ضخامت کی تاب نہ لا کر پھٹ جائے گا۔اور آپریشن اس کے لیے محال بتایا گیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو عرصے سے قلبی عارضہ تھا روح الذہب کے استعمال سے صرف ۲۴ گھنٹے میں پتھری بلا تکلیف ریزہ ریزہ ہو کر پیشاب سے خارج ہو گئی۔ علامہ موصوف نے مندرجہ ذیل اشعار لکھے تھے۔

ہے دو روحوں کا نشیمن قالب خاکی مرا
اک سراپا شور و مستی اک سراپا تاب و تب
ایک جو اللہ نے بخشی مجھے روز ازل
دوسری ہے آپ کی بخشی ہوئی روح الذہب
اس سے زیادہ اور کیا لکھوں میں اے لقمان ملک
رکھتا ہے بے تاب دونوں کو مرا حسن طلب

❀❀❀

ایلو پیتھک علاج

ایلو پیتھک علاج کی سہولتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔برائے تشخیص

ب۔برائے علاج

خطوط اور حوالوں سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ علامہ کے مرض کی تشخیص میں ایلو پیتھک طبی آلات اور ایلو پیتھک طرز کار کو نمایاں حیثیت حاصل رہی۔

1۔ خون کے امتحان کو سلیق Syringe سے نکال کر معائنہ کیا گیا

2۔ ایکس ریز سے سینے کے متعدد فوٹو لیے گئے

3۔ اسٹیتھسکوپ کے ذریعہ قلب اور پھیپھڑوں کا معائنہ کیا گیا

4۔ بلڈ پریشر آلہ سے خون کا دباؤ معلوم کیا گیا

5۔ موتیا بند (Cataract) کی رسیدگی اور عمل کی تیاری کیلیے اسکوپ کا استعمال وغیرہ

6۔ برقی علاج کے ۳ کورس بھی ایلو پیتھک علاج کا جزو تھے

7۔ ایکسریز وغیرہ کا ویانا بھیجنا اور ماہرین کی رائے بھی اسی ایلو پیتھک کا جزو تھے

8۔ جب علامہ کے سینے کے ایکس ریز میں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کوئی Growth یا ٹیومر ہے تو اُس کے علاج کا بندوبست بھی اس زمانے میں ڈاکٹروں کے نزدیک ایکس ریز اکسپوژر یا ریڈیم بتایا تھا جو اُن دنوں یورپ میں میسر تھا۔لیکن چونکہ تشخیص میں اختلاف ہوا اور پھر حکیم نابینا نے اس تشخیص کو غلط قرار دے کر اپنا طبی علاج شروع کیا تو اس ایلو پیتھک علاج کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ذیل کے دو خطوں سے اس پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

۵/جون ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں۔۔

اس خط میں میں نے لکھا تھا کہ کرنل ڈک صاحب کے نزدیک دل کے اوپر کی طرف ایک نئی Growth پیدا ہو گئی ہے جس نے نرو(nerve) پر دباؤ ڈال رکھا ہے اور دباؤ کی وجہ سے آلۂ صوت کا بایاں تار بیکار ہو گیا ہے۔اس کا علاج ان کے نزدیک یا تو ریڈیم سے ہوگا یا ایکس ریز سے اور یہ دونوں علاج یورپ میں ہی بہتر ہو سکتے ہیں۔بہر حال ڈک صاحب اور دوسرے ڈاکٹر یہی کہتے ہیں کہ یا تو فوراً ویانا (آسٹریا) یا لندن جانا چاہیے تاکہ علاج مذکور سے اس Growth کا مزید نشو نما رُک جائے یا کل ایکس ریز یا ریڈیم سے تحلیل ہو جائے۔ان کے نزدیک اگر اس Growth کی طرف توجہ نہ کی گئی تو زندگی خطرے میں ہے۔

کیونکہ ممکن ہے یہ Growth بڑھ کر پھیپھڑوں پر بھی اپنا دباؤ ڈالے یا کسی اور طرح ان کے عمل پر موثر ہو۔گروتھ جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ایکس ریز کی تصویر لینے سے معلوم ہوئی۔اس سے پہلے معلوم نہ تھی اور ڈاکٹر صاحبان ووکل کارڈ کے ضعف کے اصل سبب کے متعلق اندھیرے میں تھے۔ممکن ہے اب تک وہ اندھیرے ہی میں ہوں اور اس Growth کا بھی اس کے کوئی تعلق نہ ہو۔چونکہ تصویر سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے اور یہ لوگ تصویر پر ایمان رکھتے ہیں اس واسطے ان کے نزدیک اصلی علت بیماری کی یہی ہے۔معلوم نہیں آپ نے حکیم صاحب اور اپنے امریکن دوست سے اس Growth کا ذکر کیا یا نہیں کیا؟

۸/جون کو سید نذیر نیازی کو لکھتے ہیں۔۔۔

آپ کا خط ابھی ملا۔تشویش صرف اس بات کی تھی کہ دل کے اُوپر کی طرف جو خالی ایریا ہوتا ہے وہاں ڈاکٹرز ایکس ریز کی تصویر دیکھ کر ایک Growth بتاتے ہیں جس کا بہتر علاج ان کے نزدیک ایکس ریز اکسپوژر یا ریڈیم ہے جو یورپ میں میسر آئے گا۔آج معلوم ہوا کہ بعد بحث مباحثہ خود ان میں اختلاف رائے ہے۔میں چاہتا ہوں کہ خود حاضر ہو کر حکیم صاحب کی خدمت

میں جملہ حالات عرض کر دوں۔اس واسطے دو چار روز حکیم صاحب قبلہ کی دوا استعمال کر کے خود حاضر ہوں گا۔میرا ارادہ صرف ایک روز آنے کا ہے۔صبح وہاں پہنچوں گا اور اسی وقت حکیم صاحب سے مل لوں گا۔شام کی گاڑی یا اس سے پہلے کسی گاڑی میں واپس آجاؤں گا۔وہاں قیام کا ارادہ نہیں ہے۔ہاں اگر حکیم صاحب فرمائیں کہ علاج کیلیے قیام ضروری ہے تو قیام کا بندوبست کرلوں گا۔مجھے صرف تشویش اس Growth کی وجہ سے ہے باقی میری تمام صحت اس وقت تک خدا کے فضل سے اچھی ہے۔صرف آواز اونچی نہیں نکل سکتی۔اگر دہلی میں قیام ضروری ہوا تو اسٹیشن پر ہی چند گھنٹے قیام کروں گا۔چلنے سے پہلے آپ کو خط لکھوں گا یا تار دے دوں گا۔

یہ سچ ہے کہ علامہ کو طبی دواؤں سے رغبت اور ایلو پیتھک دواؤں سے نفرت تھی اس کے باوجود وقتاً فوقتاً وہ ایلو پیتھک دوائیں بھی استعمال کرتے تھے۔

سید نذیر نیازی اقبال کے حضور میں لکھتے ہیں---

جب اقبال کو نیند کی شدت سے کمی محسوس ہوئی تو آپ کے فیملی ڈاکٹر جمیعت سنگھ نے نیند کی گولیاں (منوم گولیاں) تجویز کیں چنانچہ ایلو پیتھک دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔رات منوم دوا نے تو ایسا خراب اثر کیا کہ حضرت علامہ پر غشی کی سی حالت طاری ہوگئی اور وہ بے خبری میں پلنگ سے فرش پر گر گئے۔بعد میں علامہ نے فرمایا میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ایلو پیتھک دوا میں استعمال نہیں کروں گا۔

ڈاکٹر عبدالقیوم ملک کے بیان کے مطابق اقبال کی آخری رات ڈاکٹر جمیعت سنگھ نے Mersalyl کا انجکشن لگانے کا فیصلہ کیا اور اس سے پہلے ''امونیم کلورائیڈ'' دینا ضروری سمجھا تاکہ پیشاب کھل کر آجائے چونکہ علامہ کڑوی کسیلی دوا کے بہت خلاف تھے اس لیے اس کا ذائقہ گوارا بنانے کے لیے اس میں تھوڑا سا گلیسریزا (Ext.Glycerhiza Liquid) بھی ملا دیا لیکن اس کے باوجود جب دوا علامہ کو پلائی گئی تو اس کا ذائقہ انھیں بہت ناگوار گزرا اور آپ نے برا سا منہ بنا کر فرمایا۔''تم ڈاکٹروں کی دوائیں انتہائی بد ذائقہ ہوتی ہیں اور تم مریض کے مزاج کا قطعاً خیال نہیں رکھتے۔''

ذکر اقبال میں عبدالمجید سالک لکھتے ہیں کہ علامہ کے انتقال سے کچھ وقت قبل ڈاکٹر عبدالقیوم نے حسب ہدایت فروٹ سالٹ تیار کیا۔حضرت علامہ نے فرمایا۔''اتنا بڑا گلاس کیوں کر پیوں گا؟''اور پھر چپ چاپ سارا گلاس پی گئے۔